© rasailojaraid.com

مولانا محمد سلیمان جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

محمد رمضان یوسف سلفی
فیصل آباد

مولانا محمد سلیمان جوناگڑھی 8 اکتوبر 1995ء کو تبلیغی سلسلے میں مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب (امیر جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان) کے ہمراہ فیصل آباد تشریف لائے تھے۔ محمود آباد میں باجی نجمہ جو کہ معروف مبلغہ ہیں ان کے ہاں مدرسے میں ان کا قیام تھا۔ میں اپنے عزیز دوست صاحبزادہ محمد بلال سبحانی صاحب کے ہمراہ مولانا سلفی صاحب اور مولانا جوناگڑھی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مولانا سلیمان صاحب سے تعارف کروایا۔ وہ نہایت شفقت اور محبت سے ملے۔ میری تحریری کاوشوں کی تحسین کی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ ان سے میری یہ پہلی ملاقات تھی۔ انہوں نے جس خلوص، محبت اور شفقت کا برتاؤ اس کا اس کا تاثر اب تک مجھے اپنے قلب وذہن میں محسوس ہو رہا ہے۔ فیصل آباد میں وہ آٹھ روز قیام پذیر رہے۔ میں نے ان کو قریب سے دیکھا، ان کا وعظ بھی سنا اور ان کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہونے کی بھی سعادت حاصل کی۔ وہ اسلام کے بے لوث مبلغ اور سچے داعی تھے۔ ان کے علم و عمل میں یگانگت تھی، مسلکی حمیت کا جذبہ صادقہ ان کو ورثہ میں ملا تھا۔ علمی خوبیوں کے ساتھ اخلاص وللّٰہیت کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ خوش اخلاق، بلند کردار اور فکر ودانش میں مثالی ہونے کے سبب سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ جس کسی سے ایک بار ملاقات ہوئی اسے اپنا گرویدہ کر لیا۔ آپ بڑے بذلہ سنج اور مرنجا مرنج طبیعت کے انسان تھے۔ اس کے علاوہ آپ حسن وجمال اور مردانہ وجاہت کا پیکر حسین تھے۔

نورانی صورت، تابناک چہرہ، کشادہ پیشانی، موٹی موٹی روشن آنکھیں، سرخ وسپید رنگت، چہرے پر پھیلی مسنون داڑھی جو براؤن کلر سے رنگی ہوئی، مونچھیں صاف، سر کے بال کانوں کی لو تک، سر پر بڑا سا رومال، پورا قد لحیم وشحیم، بھاری بھرکم، خوش گفتار اور خوش اخلاق، شلوار قمیض میں ملبوس یہ قد آور حلیہ مولانا سلیمان صاحب کا ہے۔ مولانا سلیمان مرحوم جماعت اہلحدیث کے بلند پایہ عالم دین مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کے چشم وچراغ تھے۔ خطیب الہند حضرت مولانا محمد جوناگڑھی برصغیر پاک وہند کے بے مثال خطیب، کہنہ مشق مصنف، لائق مترجم، مشہور وکامیاب مناظر اور عظیم محدث تھے۔ انہوں نے توحید وسنت کو اجاگر کرنے کیلئے شرک و بدعات اور تقلید شخصی کا خوب استقبال کیا۔ ان کے نوک قلم سے کئی علمی وتحقیقی کتب اور رسائل ضبط کتابت میں آئے۔ مشہور محدث، مفسر اور مورخ ابوالفداء عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز ''تفسیر القرآن الکریم'' المعروف ''تفسیر ابن کثیر'' عالم دنیا پر پہلی مرتبہ اردو کے لباس میں مولانا محمد جوناگڑھی کی کاوشوں سے آئی، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم تصنیف ''اعلام الموقعین'' کا اردو ترجمہ انہوں نے کیا اور ''خطبات محمدی'' کی جمع وتدوین بھی انہی کی کوششوں کا ثمر ہے۔ اس کے علاوہ شمع محمدؐ، طریق محمدی، سیفِ محمدی اور دیگر محمدیات جن کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب بنتی ہے جو مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کی عظیم تصنیفی خدمات ہے۔ ان کتب میں جہاں اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیمات کی عکاسی کی گئی ہے وہیں ان کتب میں جابجا شرک وبدعات، فقہ حنفی اور تقلید شخصی کا خوب رد بھی کیا گیا ہے۔ مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی 1890ء میں جوناگڑھ ضلع کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے۔ دہلی ہندوستان میں مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث، تفسیر اور دیگر دینی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد انہوں نے بے پناہ دینی کام کیا، اخبار محمدی کے نام سے انہوں نے پندرہ روزہ رسالہ بھی جاری کیا۔ مولانا جوناگڑھی نے 1941ء یکم صفر ۱۳۶۰ھ کو اپنے وطن میں اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پائی اور جوناگڑھ ہی میں آسودہ خاک ہوئے۔ ان کے تفصیلی حالات و واقعات پر حال ہی میں ایک کتاب بنام ''مولانا محمد جوناگڑھیؒ حیات وخدمات'' شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف ہیں پروفیسر ڈاکٹر محمد مجیب الرحمان بنگالی جبکہ اس کتاب پر نظر ثانی واضافہ مرشد عالی قدر ذہنی دوراں محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے شگفتہ وپر بہار کا رہین منت ہے۔ اس کتاب میں مولانا جوناگڑھی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور نادر معلومات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ دارالدعوۃ السلفیہ 31 شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے اس قابل قدر کتاب کی اشاعت مبارک اقدام ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارے ممدوح اس عظیم ہستی کے گھر (جن کا گزشتہ سطور میں تذکرہ کیا گیا ہے) 1932ء بمطابق ۵۱۔۱۳۵۲ھ کو دہلی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ سکول کی ابتدائی تعلیم اسی بلدہ علم میں حاصل کی۔ گھر میں بھی علم کا دریا بہہ رہا تھا' دینی تعلیم و تربیت کا آغاز اور اہتمام گھر سے ہی ہوا۔ لیکن یہ سلسلہ کوئی زیادہ آگے نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ ان کے والد محترم ان کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت مولانا محمد سلیمان جونا گڑھی دہلی سے ہجرت کر کے کراچی پاکستان آ گئے۔ یہاں کے حالات اس وقت ناگفتہ بہ تھے' ہر شخص مالی مشکلات سے دوچار اور نامساعد حالات کا ستایا ہوا تھا۔ مولانا عزم و ہمت سے میدان کارزار میں کود پڑے اور محنت مزدوری کر کے اپنا اور اہل خانہ کا پیٹ پالنے لگے۔ ایک ملاقات میں اپنے ان عسرت کے ایام سے متعلق بتانے لگے کہ میں صبح سویرے اٹھتا' نماز فجر سے فارغ ہو کر گوالے کے ہاں جاتا اور بالٹی میں دودھ لاتا' پھر آئس کریم بناتا اس کے بعد ٹھیلے پر پیالیاں سجاتا اور گلیوں بازاروں میں آئسکریم بیچ کر رزق حلال کماتا۔ کچھ عرصہ مولانا مرحوم بنس روڈ پر ایک راشن کی دکان میں بھی ملازم رہے۔ آٹے کی بوریاں اور دیگر سامان کندھوں پر اٹھا کر پہنچاتے۔

حضرت الامام مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں بنس روڈ پر ہی قیام پذیر تھے اور انہوں نے وہاں محمدی مسجد کی تعمیر کے ساتھ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام بھی قائم کر لیا تھا اور وہاں مسند حدیث پر جلوہ افروز ہو کر طلباء کو حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ کسی طالب علم نے حضرت حافظ صاحب کو آ کر بتایا کہ فلاں دکان پر حضرت مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا صاحبزادہ محمد سلیمان ملازم ہے اور وہ سارا دن محنت مزدوری کرتا ہے۔ مولانا عبدالستار مرحوم یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور انہوں نے پیغام بھیج کر مولانا سلیمان صاحب کو بلایا اور ان سے فرمانے لگے بیٹا دیکھو تمہارے والد محترم کتنے بڑے عالم دین تھے اور انہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کیلئے اس خطہ ارض میں کتنا زیادہ کام کیا۔ تم بھی دینی تعلیم پڑھ کر اپنے والد کا نام روشن کرو۔ مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی اور باتیں بھی ان سے کہیں۔ یہ گفتگو مولانا سلیمان صاحب کے قلب و ذہن میں گھر کر گئی اور پھر مولانا سلیمان صاحب نے جماعت غرباء اہلحدیث کی عظیم درس گاہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارلسلام میں داخلہ لے لیا۔ حالانکہ اس وقت مولانا سلیمان صاحب کی شادی بھی ہو چکی تھی اور وہ بال بچوں والے تھے۔ امام عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا تاکہ وہ مالی طور پر کسی پریشانی کا شکار نہ ہوں اور دل جمعی سے دینی تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ مولانا سلیمان صاحب بڑی محنت اور لگن سے جملہ علوم و فنون اور درس نظامی کی تکمیل کی۔ اور جو توقعات ان کے استاد عالی قدر مولانا امام عبدالستار مرحوم سے ان سے وابستہ کر رکھی تھیں ان کو پورا کر کے دکھایا۔ مولانا سلیمان صاحب نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب کیا ان کے نام یہ ہیں۔ مفسر قرآن حضرت مولانا حافظ عبدالستار دہلویؒ، مولانا عبدالجلیل خاں المعروف مولوی جیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس دہلویؒ، مولانا حافظ عبدالغفار سلفیؒ، قاری عبدالحکیم کرم الجلیلیؒ، مفتی عبدالقہار سلفی حفظہ اللہ۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد مولانا سلیمان کو جماعت غرباء اہلحدیث کے شعبہ تبلیغ کا ناظم مقرر کر دیا گیا تھا۔ آپ نے اس ذمہ داری کو بڑے احسن طریقے سے نبھایا اور ہمیشہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل رہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر ایک بار فرمانے لگے کہ "اللہ رب العزت نے انہیں بچپن ہی سے ایک مقام عطا کیا ہے۔ اسکول میں پہلی جماعت سے چھٹی جماعت تک میں نے اپنی کلاس میں مانیٹر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔ قیام پاکستان کے بعد اپنی تعلیمی درس گاہ اور مادر علمی مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام میں حصول تعلیم کے دوران رئیس الطلباء مقرر ہوا' ایک مدت تک شعبہ تبلیغ کا ناظم رہا اس کے بعد رئیس رضا کار مقرر ہوا' پھر رئیس الناظمین اور رئیس المبلغین کے عہدے پر فائز ہوا اور ابھی تک الحمدللہ جماعت کی خدمت کر رہا ہوں۔"

مولانا سلیمان مرحوم اپنی مادر علمی مدرسہ دارالسلام میں عرصہ دراز تک شعبہ تدریس سے بھی منسلک رہے۔ آپ کا طریقہ تدریس انتہائی حکیمانہ اور انداز مشفقانہ ہوتا تھا۔ طلباء کے بار بار پوچھنے پر پیشانی پر کبھی شکن نہیں پڑی۔ آپ سے جن طلباء نے اکتساب علم کیا ان میں معروف نام یہ ہیں۔ حافظ مجد انس مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی' حافظ محمد ادریس سلفی فاضل مدینہ یونیورسٹی مفتی جماعت غرباء اہلحدیث' مولانا محمود احمد احسن شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ' مولانا ثناء اللہ ڈیروی' مولانا محمد سرور شفیق سیالکوٹی' مولانا منیر احمد شاکر سیالکوٹی' مولانا محمد حنیف سلفی فیصل آباد' حافظ جمال الدین سلفی حیدر آباد' رانا محمد شفیق خاں پسروری' رانا محمد خلیق خاں پسروری اور مولانا محمد ادریس ہاشمی لاہور۔

مولانا سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے وعظ و خطابت کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ آپ جس موضوع پر بھی گفتگو فرماتے نہایت جامع' مدلل اور موثر ہوتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ خوش الحان اور شیریں بیان مقرر تھے۔ آواز میں کشش اور لہجہ پرسوز تھا' ہر بات کو صاف اسلوب میں بیان کرتے اور انتہائی روانی سے بولتے۔ توحید باری تعالیٰ' اتباع سنت' اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم' فکر آخرت اور اصلاح معاشرہ ان کے من پسند موضوع تھے۔ جن پر بڑی فصاحت و بلاغت سے وعظ کہتے۔ دوران تقریر جب آیات قرآنی کی تلاوت کرتے اور احادیث پڑھتے تو سماں بندھ جاتا، سامعین پر رقت طاری ہو جاتی، ایسے میں ان کی زبان سے نکلے والے پُر اثر مواعظ خوب اثر دکھاتے۔ ان کا وعظ سن کر سینکڑوں لوگ شرک و بدعات سے تائب ہو کر توحید و سنت کے عامل بنے۔ یہ مولانا مرحوم کی حکیمانہ تبلیغ اور شرینی گفتار کا سبب تھا کہ جو کوئی ان کا وعظ سن لیتا وہ پھر انہی کا گرویدہ ہو جاتا۔ شاعر کے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ۔

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو، تیری زبان میں ہے

مولانا سلیمان میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ زمانہ طالب علمی سے ہی اس میدان میں سرگرم عمل تھے۔ 1960ء کے قریب مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام کے طلباء نے ایک تحریک شروع کی تھی جس کا مقصد کتاب و سنت کی دعوت کو پھیلانا تھا۔ اس کے لئے طلباء کراچی کے مختلف پارکوں میں جلسے منعقد کرتے تھے۔ مولانا سلیمان مرحوم رئیس الطلباء ہونے کے سبب اس تحریک میں بڑے سرگرم اور پیش پیش رہے۔ یہ واقعہ ہمیں مولانا محمد حنیف سلفی صاحب آف کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد نے سنایا۔ وہ ان دنوں مدرسہ عربیہ کراچی میں زیر تعلیم تھے اور مولانا سلیمان صاحب سے قریبی دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی کا ہر لحہ مسلکِ اہلحدیث کی تبلیغ و اشاعت اور توحید و سنت کی سربلندی میں صرف کیا۔ آپ تبلیغی پروگرام اور کانفرنسوں میں ہمیشہ سرگرمِ عمل رہے۔ جماعت کے ماہانہ اور سالانہ تبلیغی اجلاسوں میں اپنی استطاعت اور ہمت سے زیادہ کام کیا اور خدمات سرانجام دیں۔ کراچی کے علاوہ دوسرے شہروں خواہ وہ لاہور ہو یا سیالکوٹ' فیصل آباد ہو یا خانپور جب بھی انہیں دعوت دی گئی تو آپ وہاں گئے۔ تبلیغی پروگراموں میں آپ ہمیشہ حضرت الامام مولانا عبدالرحمٰن سلفی مدظلہ العالی کے رفیقِ سفر اور ہمرکاب ہوا کرتے تھے۔ امام صاحب کے ساتھ آپ کی رفاقت زمانہ طالب علمی سے لیکر زندگی کی آخری سانس تک رہی۔

مولانا مرحوم میں اسلام اور مسلک کی اشاعت و ترویج کا بیحد جذبہ اور شوق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے تیس سال قبل کراچی کے ایک غیر آباد علاقے اورنگی ٹاؤن میں شرک و بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع توحید کو فروزاں کیا اور تا زندگی خونِ جگر سے اس کی آبیاری کی۔ ان کی تبلیغ' محنت اور جدوجہد کا ثمرہ ہے کہ آج وہاں کثیر جماعتی افراد پر مشتمل ایک عظیم جماعت قائم ہے۔ **اللھم زد فزد**

مولانا سلیمان جونا گڑھی مرحوم تحریر نگارش کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ آپ جماعتِ غرباء اہلحدیث کے شعبہ تبلیغ کا رئیس ہونے کی حیثیت سے اکثر تبلیغی پمفلٹ' رسالے اور کتابچے شائع کرتے رہتے تھے۔ یہ لٹریچر مفت یا پھر برائے نام اشاعت فنڈ لیکر تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ نے مختلف اوقات اور ادوار میں جو رسالے اور کتابچے شائع کیے ان کی تعداد بلا مبالغہ ایک لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ اپنے والدِ محترم مولانا محمد علی جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے ناشر بھی تھے۔ آپ ''محمدیات'' میں سے کوئی نہ کوئی کتاب شائع کرتے رہتے تھے۔

ایک بار ہمارے محترم اور مخلص دوست مولانا محمد اشرف جاوید صاحب لائبریرین جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ جب میں نے والدِ محترم کی کتب کو دوبارہ طبع کرنے کا پروگرام بنایا تو ''طریقِ محمد'' کتابت کیلئے ایک حنفی کاتب کو دی۔ جب کتاب کی کتابت مکمل ہو گئی تو وہ کاتب کہنے لگا کہ اب میں حنفی نہیں رہا۔ اس کتاب میں دلائل کی اس قدر بھرمار ہے کہ کوئی بھی صاحبِ دل اس کو پڑھ کر کیسے حنفیت پر جامد رہ سکتا ہے۔

ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے ایک چھابڑی والے کے پاس کسی طرح طریقِ محمدی پہنچی تو وہ اس کتاب کو پڑھ کر اہلحدیث ہو گیا۔ الحمدللہ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ کے متعلق مولانا مرحوم کا بیان کردہ واقعہ بھی لکھ دیا جائے۔ یہ واقعہ کراچی سے ہمیں محترم حافظ محمد احمد نجیب مدرس جامعہ ستاریہ اسلامیہ نے لکھ کر ارسال کیا ہے۔ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے۔ ایک دفعہ مولانا محمد جونا گڑھی نے کسی علاقے میں تقریر کرتے ہوئے مسئلہ بیان کیا کہ ''نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا لازمی ہے'' ساتھ ہی انہوں نے چیلنج بھی کیا کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہی ہے۔ اگر کسی کے پاس اس کے خلاف کوئی حدیث ہو تو پیش کرے اور میرا قیام یہاں اتنے دن تک ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم کی عادت تھی کہ اپنی تحریر اور تقریر میں مسئلہ کو بڑی جرأت اور دھڑلے سے بیان کرتے اور چیلنج بھی دیتے۔ اس تقریر کے بعد احناف میں کھلبلی مچ گئی' انہوں نے اپنے مولویوں کو تنگ کیا کہ چلو محمد جوناگڑھی کو جواب دو۔ آخر مجبور ہو کر ایک حنفی مولوی اپنے مقتدیوں کو ساتھ لیکر مولانا کے پاس بحث کیلئے آیا۔ جب گفتگو شروع ہوئی تو اس مولوی نے کہا مولانا اس مسئلے میں حدیث اس طرح بھی ہے۔ مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا کہاں ہے؟ جواب دیا بخاری شریف میں۔ مولانا نے چونک کر کہا بخاری میں؟ کہاں ہاں........فرمایا بخاری میں کہاں ہے؟ اس نے کہا اس وقت مجھے یاد نہیں لیکن ہے۔ مولانا نے پوچھا کیا تم نے خود پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے خود دیکھا ہے بعد میں آپ کو دکھادوں گا۔ اب وہ جانے لگا تو مولانا نیدعا کی کہ اے اللہ اگر اس نے جھوٹ کہا ہے تو سیڑھیاں اترنے سے پہلے اسے اندھا کردے۔ اس وقت مولانا اپنے مکان کے بالا خانے میں تشرف فرما تھے۔ اب وہ مولوی گھبرا گیا' دروازے تک جاتا لیکن سیڑھیاں اترنے کی بجائے واپس پلٹ آتا ہے' اس طرح اس نے کئی بار کیا۔ کیونکہ اس نے جھوٹ کہا تھا اس لئے وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں آج اندھا ہی نہ ہوجائے۔ بالآخر اس نے کہا "مولانا! ہوسکتا ہے یہ حدیث بخاری میں نہ ہو مجھے مغالطہ لگا ہو۔ چنانچہ ایسے اس نے اپنے جھوٹ کا اعتراف کیا لیکن پھر بھی گھبراتا ہوا سیڑھیاں اترا۔"

مولانا سلیمان مرحوم ایک جہاندیدہ انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم و فراست اور فکر و تدبر کی دولت سے خوب مالا مال کیا تھا۔ آپ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو چٹکی بجاتے حل کردیتے تھے۔ آپ حضرت الامام مولانا عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ کے دستِ راست اور مشیر خاص تھے۔ اس سلسلے میں ایک بار مجھے بتانے لگے کہ بعض مرتبہ جب جماعت کا اجلاس ہورہا ہوتا تو کوئی ایسا مسئلہ درپیش آجاتا جو ارکان شوریٰ سے رائے لینے پر بھی حل نہیں ہوتا تو ایسے میں امام صاحب میرے کان میں کہتے ہیں مولوی سلیمان تمہارا مشورہ کیا ہے؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں اس مسئلے کا حل ڈال دیتا ہے۔ پھر جب میں مشورہ دیتا ہوں تو سبھی ارکان اس کی تائید کرتے ہیں۔ یہ بات حقیقتاً سو فیصد درست ہے کہ مولانا مرحوم کے مشورے جماعت کیلئے بے حد اہمیت رکھتے تھے۔ بعض دفعہ جماعتی تنازعات حل کروانے میں بھی مولانا کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ مولانا مرحوم طرفین کے بیانات کی روشنی میں صحیح فیصلہ کرتے تھے۔ فیصلہ سنانے سے قبل فریقین کو رقت انگیز انداز سے وعظ کرتے تاکہ ان کی اصلاح ہوجائے۔ مولانا سید عبدالرحیم نعیم شاہ صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی' مدیر جامعہ اسلامیہ راجن پور اس واقعہ کے راوی ہیں کہ 1965ء میں مولانا سلیمان مرحوم ضلع راجن پور تشریف لائے۔ وہاں ایک صاحب کا مسجد کی دکان کے ساتھ تنازعہ تھا۔ مرحوم نے پہلے تو اس صاحب کو اچھی طرح سمجھایا' اس کے باوجود جب وہ اپنی بات پر مصر اور بضد رہا تو مولانا بڑے دبنگ اور بارعب لہجے میں فرمانے لگے خاں صاحب یہ لیجئے دکان کی چابی اگر تو آپ کی ہے تو مبارک ہو ورنہ آپ نے اپنی قبر خراب کرلی۔

مولانا کو جماعتِ غرباء اہلحدیث سے بے حد محبت تھی۔ اسی لئے آپ جماعت پرتن' من' دھن قربان کئے ہوئے تھے۔ آپ جماعت کے اس قدر فدائی اور شیدائی تھے کہ کسی بھی شخص یا تنظیم سے جماعت کے متعلق ایک لفظ سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ کہ میں جماعت غرباء اہلحدیث میں بہت اچھی طرح سوچ سمجھ کر شامل ہوا ہوں۔ تمام اہلحدیث تنظیموں میں عملاً جماعتِ غرباء اہلحدیث ہی کامیاب و کامران جماعت ہے۔ ہمارے اپنے ہی بعض کرم فرماؤں نے جب اورنگی ٹاؤن کے علاقے میں بعض "جہادیوں" کے ساتھ مل کر مولانا مرحوم کو (Degrade) کرنا چاہا تو مولانا مرحوم نے ان کی اس بہیمانہ سازش کو عقل و دانش سے ناکام بنادیا۔ دسمبر ۹۶ء میں راقم کراچی گیا تو محمدی مسجد بنس روڈ میں ان سے مجلس ہوئی تو مذکورہ واقعہ کی پوری روداد سنائی اور کہنے لگے کہ رمضان! یہ سب جانتے ہیں کہ مولوی سلیمان کا اپنے علاقے میں مکمل ہولڈ ہے پھر بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید مولوی سلیمان کی جماعت کے افراد کو اپنے ساتھ ملالیں گے؟ حالانکہ میرے تربیت یافتہ افراد کو یہ لوگ جماعت سے ذرا متذلزل نہیں کرسکتے کیونکہ میں نے ان کی ذہنی اور فکری تربیت کی ہے۔ اس واقعہ سے یہاں مولانا مرحوم کی جماعتی وابستگی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ چند برس قبل اورنگی ٹاؤن کے کچھ نوجوان جہادی ٹریننگ کیلئے گئے۔ واپس آکر وہ اپنے ہی علماء سے الجھنے لگے کہ آپ کون سا کام کر رہے ہیں اصل کام تو جہاد کا ہے جو وہ کررہے ہیں۔ مولانا سلیمان مرحوم نے ان سب کو بلایا اور فرمانے لگے تمہارے والدین کو مسلمان میں نے کیا تم کو مسلمان میں نے بنایا تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو مسائل طہارت میں نے بتائے' وضو کرنا' نماز پڑھنا میں نے سکھایا اب بھی تم کہتے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے؟ اس پر وہ نوجوان نادم ہوئے اور انہوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے پھر سے جماعتی وابستگی اختیار کر لی۔ مولانا مرحوم کو احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد شغف تھا۔ آپ دورانِ سفر ساتھیوں سے حدیثِ مبارک سننے سنانے کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ ایک بار آپ راجن پور سے کوٹ چھٹہ جا رہے تھے کہ کہنے لگے سب ساتھی ایک ایک حدیث سنائیں؟ سب نے ایک ایک حدیث سنائی' مولانا نے خود بھی ایک حدیث بیان کی۔ گاڑی کے ڈرائیور کو حدیث مبارک نہیں آتی تھی لیکن اس وقت تک اس کی جان نہ چھوٹی جب تک اس نے **انما الاعمال بالنیات** کا اردو ترجمہ ہی سنا دیا۔ مرحوم احادیث مبارک کے متعلق بڑے حساس خیالات رکھتے تھے۔ اگر کوئی احادیث کا ترجمہ غلط کرتا یا احادیث پر لب کشائی کرتا تو فوراً اس کا جواب دیتے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ اکتوبر ۹۵ء میں ان کے قیامِ فیصل آباد کے دوران پیش آیا۔ جب ایک مولوی صاحب نے حدیث کے الفاظ کا ترجمہ غلط کیا پھر اس پر بضد بھی تھا۔ تو مولانا مرحوم ''جلال'' میں آ گئے اور اسے کہنے لگے جا کر کسی صاحب علم اور استاذ حدیث سے حدیث پڑھ تجھے معلوم ہو کہ ان الفاظ کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔' اس موقعہ پر مولانا کا جلال میں آ جانا ایک فطری بات تھی۔ دراصل وہ اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی عالم یا عام آدمی آیاتِ قرآنی یا احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ اور تاویل غلط کرے۔ مولانا مرحوم صحیح معنوں میں ایک مخلص اور سچے مسلمان تھے' قرآن وسنت سے ان کی والہانہ محبت مثالی تھی' قرآن وحدیث سے جو بات بھی انہیں معلوم ہوئی فوراً اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ قول وفعل میں یکساں تھے' جو بات زبان پر وہی عمل میں۔ بناوٹ یا تصنع نام کی

کوئی چیز آپ میں موجود نہ تھی۔ آپ ایک عالم باعمل انسان تھے۔ علم وادب آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ فرصت کے جو لمحات بھی آپ کو میسر آتے کتب اسلامی کے مطالعے میں صرف کرتے۔ اپنا ذاتی وسیع کتب خانہ تھا جس میں اسلامی علوم وفنون کی کتب موجود ہیں اور ان میں ہر ماہ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ آپ ایک وسیع المطالعہ عالمِ دین تھے' قرآن وسنت کے مسائل پر گہری نظر تھی۔ بعض دفعہ کراچی میں جماعت کی کانفرنسوں پر سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوتا تو آپ بڑی حاضر جوابی سے سوالوں کے جواب دیتے اور سائل کی خوب تسلی وتشفی کرتے۔ اس کے علاوہ جب جماعتِ غرباء اہلحدیث کی مجلسِ شوریٰ یا ناظمین وغیرہ کا اجلاس ہوتا' اگر حضرت الامام صاحب مدظلہ العالی سے کسی قسم کا کوئی سوال کیا جاتا تو جواب حضرت سلیمان رحمہ اللہ ہی دیتے تھے۔

مولانا سلیمان مرحوم خود بھی ایک متبحر عالمِ دین تھے اور انہوں نے اپنے لڑکوں کو بھی دینی علوم اور تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ ایک بار راقم کو کہنے لگے ''میں نے اپنے لڑکوں کو مسلک اور جماعت کے معاملے میں جذباتی بنا دیا ہے''۔

مولانا مرحوم کی یہ بات حقیقت کی غماز ہے۔ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا حافظ عبدالرحمان مرحوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام سے فارغ التحصیل تھے۔ عین عالمِ جوانی میں ان کا انتقال ہوا۔ نہایت مخلص اور نیک طینت انسان تھے۔ ان کے نام پر ہی مولانا سلیمان صاحب نے اپنی کنیت ابوعبدالرحمان رکھی ہوئی تھی۔ مولانا مرحوم اگر کوئی کتاب خریدتے یا انہیں ہدیۃً ملتی تو کتاب کے اندرونی خالی صفحے کے اوپر کونے پر ابوعبدالرحمان

کے الفاظ لکھتے جیسا کہ انہوں نے اکتوبر ۹۵ء میں فیصل آباد کے تبلیغی دورے کے موقع پر کیا جب مولانا عبدالرحمان عاجز مالیر کوٹلی صاحب اور علامہ ارشاد الحق اثری صاحب نے انہیں اپنی کتب ہدیۃً دیں تو انہوں نے اسی وقت ان کتب پر اپنی کنیت کے الفاظ جواوپر مذکور ہیں' لکھے۔ اکتوبر ۹۵ء میں راقم ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا' کہنے لگے! آج اگر ہمارا بڑا بیٹا عبدالرحمان زندہ ہوتا تو پورے بیالیس برس کا ہوتا۔ مولانا مرحوم کو اپنے اس بیٹے کی ناگہانی موت کا بے حد صدمہ تھا لیکن آپ نے صبر و استقامت کے دامن کو تھامے رکھا۔ دوسرے بیٹے حافظ قاری محمد عبداللہ صاحب جامعہ ستاریہ اسلامیہ سے فارغ التحصیل ہیں اور جامعۃ الاسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ متحدہ عرب امارات میں دعوت وتبلیغ کا کام اچھے طریقے سے کر رہے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے قاری محمد صاحب دینی تعلیم سے آراستہ ہیں اور اپنے علاقے اورنگی ٹاؤن میں حکومت کی طرف سے نکاح رجسٹرار مقرر ہیں۔

قاری محمد ابراہیم جونا گڑھی بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں اور ان کا نمبر چوتھا ہے۔ جامعہ ستاریہ اسلامیہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ خوش الحان قاری اور خوش بیان مقرر ہیں۔ بہت شگفتہ انداز میں تقریر کرتے ہیں۔ شبان غرباء اہلحدیث کراچی کے مرکزی عہدیدار ہیں۔ سرگرم اور انفعال کارکن ہیں۔ میرے نہایت ہی مخلص دوست اور کرم فرما ہیں۔ کراچی جب بھی جاؤں ان سے ملاقات کو سعادت سمجھتا ہوں۔ وہ اپنے دادا کی اور والد کی علمی و عملی یادگار ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین!

مولانا سلیمان صاحب کے حالات و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقعات بیان کرتے ہوئے ہم بہت دور نکل آئے ہیں۔ بلاشبہ وہ بہت اونچے درجے کے عالمِ دین تھے۔ ان کی باغ و بہار شخصیت دوسرے کو متاثر کر جاتی تھی۔ بسا اوقات آپ اپنی مرنجا مرنج طبیعت سے محفل کو گرما دیتے۔ اکتوبر 1995ء میں فیصل آباد آمد کے موقع پر ایک روز وہ مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی صاحب کے ہمراہ چوہدری حبیب الرحمان صاحب کے ہاں چک نمبر 86 گرالہ گئے۔ چوہدری حبیب الرحمان صاحب امام عبدالرحمٰن سلفی صاحب کے ہم زلف ہیں۔ جب یہ بزرگ علماء گاؤں پہنچے تو مولانا سلیمان مرحوم مولانا اسحاق شاہد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "دس اوئے منجھی کتھے ڈھانواں" موقع کی مناسبت سے پنجابی کا یہ مصرعہ اتنا پیارا تھا کہ اس نے دوستوں کو محظوظ کیا۔ مولانا سلیمان مرحوم سے پہلی ملاقات اکتوبر ۹۵ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد لاہور میں بھی مولانا ادریس ہاشمی صاحب کے ہاں ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ آخری ملاقات دسمبر ۱۹۹۶ء کو کراچی میں ہوئی۔ محمدی مسجد برنس روڈ میں دیر تک ان سے مجلس رہی۔ ۲۴ دسمبر کو انہوں نے اپنے علاقے میں نوتعمیر مسجد میں تبلیغی پروگرام کا اہتمام کر رکھا تھا۔ مجھے بھی اس میں شرکت کا موقع ملا۔ جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو مولانا مرحوم اپنے پورے جمال و جلال کی رعنائیوں سمیت سٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ فیصل آباد سے گئے ہوئے مقرر مولانا عبدالستار نیازی صاحب نے دوران تقریر کچھ تیز لہجہ میں بات کرنا چاہی تو مولانا سلیمان صاحب ان کو کہنے لگے "مولانا اس بات کو چھوڑ دیں اس کا جواب ہم خود ہی دے لیں گے آپ اپنا مضمون بیان کریں"۔ اس پروگرام سے اگلی صبح جامعہ ستاریہ میں تقریب بخاری میں ان سے آخری ملاقات ہوئی۔ تقریب کے اختتام پر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے "خدا کیلئے انہیں (نیازی صاحب کو) سمجھائیں رات انہوں نے بڑی سخت تقریر کی جبکہ میں اتنے عرصے سے اپنے علاقے میں دعوت و تبلیغ کا کام کر رہا ہوں، ہمیشہ احسن انداز میں دلائل سے بات کرتا ہوں۔" اس کے بعد کھانے پر انہوں نے نہاری سے متعلق دلچسپ واقعات سنائے اور احباب کو خوب محظوظ کیا۔ گھر جا کر انہوں نے محمدی مسجد میں مجھے فون کیا اور راز و نیاز کی باتیں کیں۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات اور گفتگو تھی۔ مولانا مرحوم میرے مشفق و مہربان بزرگ تھے، افسوس کہ آج خود کو ان کے دستِ شفقت سے محروم سمجھتا ہوں۔ مولانا سلیمان ایک عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر اور دل کے مریض تھے۔ تھوڑا سا پیدل چلتے تو سانس پھول جاتی۔ بسا اوقات دوران تقریر بھی لمبے لمبے سانس لیتے۔ بالآخر ۲۲ اور ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء کی رات ایک بجے کے قریب انہیں دل کا شدید دورہ پڑا اور تھوڑی دیر بعد ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ۲۳ مارچ کی شام ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور نماز عشاء کے بعد اس عظیم المرتبت عالم دین کو پیوند خاک بنا دیا گیا۔ مولانا مرحوم نے بھرپور جماعتی زندگی گزاری اور وہ ہر آن جماعت کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

درخواست دعائے صحت

جماعت کی معروف علمی و تحقیقی شخصیت حضرت مولانا عبدالرحمٰن عزیز صاحب الہ آبادی ان دنوں ٹانگ کی تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔ قارئین موصوف کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں چند گزارشات

۱۔ مضمون فل اسکیپ صفحہ کی ایک جانب تحریر فرمائیں
۲۔ فوٹو کاپی کی بجائے اصل تحریر ارسال فرمائیں۔
۳۔ مضمون بھیجنے کے بعد باری کا انتظار فرمائیں۔
۴۔ مضمون لکھتے وقت مکمل حوالہ درج کریں، مثلاً صفحہ نمبر، جلد نمبر، باب وغیرہ۔

(ادارہ)

قارئین متوجہ ہوں

جن قارئین کا سالانہ زرتعاون ختم ہو چکا ہے ان کے پرچہ میں مخصوص دائرے میں سرخ نشان ہے۔ لہٰذا وہ حضرات اولین فرصت میں سالانہ زرتعاون مبلغ -/150 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں تاکہ ترسیل جاری رکھی جا سکے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضروری درج کریں۔ (ادارہ)

اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے

مجلہ ترجمان الحدیث

میں اشتہار دیں

انتہائی معقول ریٹ........ بہترین سرکولیشن

بیک ٹائٹل	5000 روپے
بیک ٹائٹل اندرون	4000 روپے
فل صفحہ اندرون	3000 روپے
نصف صفحہ اندرون	1500 روپے
چوتھائی صفحہ اندرون	800 روپے
عام چھوٹے اشتہارات	500 روپے

رابطہ کیلئے:

مینیجر مجلّہ ترجمان الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد

فون: 374 / 041-78274

© rasailojaraid.com